

## تَنْقِيدُهُ تَبْصِرَةٌ

**تذكرة المفسرين** (جلد اول) مرتبہ مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی رکن ادارہ معارف اسلام

مقام اشاعت - دارالاہشاد کیمبل پور، سفری پاکستان۔

ذیر نظر کتاب پہلی صدی ہجری سے لے کر دسویں صدی ہجری تک کے مشہور مفسرین قرآن مجید کا تذکرہ ہے۔ شروع کے ۱۰۰ صفحات میں محترم قاضی صاحب نے علم التفسیر کے سعائق ہر مفسر پر مفراز اور عالمانہ معلومات فراہم فردادی ہیں۔ اس کے بعد صدی وار مفسرین کرام کا ذکر ہے۔ واقعیہ ہے کہ فاضل مصنف نے یہ کتاب مرتب فرما کر علم التفسیر کی ہر خدمت کی ہے اور طالبان علوم دینی اور علماء کے لئے ایک قابلِ ذوق تفسیری مرجع بھم کر دیا ہے۔ تذكرة المفسرین صیحہ معنوں میں ایک علی اور تحقیقی کتاب ہے اور جیسا کہ قاضی صاحب موصوف نے فرمایا ہے، اسے واقعی بجائے طبقاتی رنگ کے تاریخی طرز پر مرتب کیا گیا ہے۔

محترم قاضی صاحب نے بالکل بجا فرمایا ہے کہ ایک رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مندرس زندگی قرآن مجید کی عملی تفسیر ہے اور اسے اساس بنائے بغیر قرآن مجید کی تفسیر نہیں کی جاسکتی۔ دوسرے چونکہ قرآن حکیم عالمگیر اور بہی سرچشمہ ہدایت ہے اس لئے ہمیشہ اس کی تفسیر اور ابلاغ کافر من امرت کے ذمے نامہ ہونا ہے۔ ابن کثیرؓ فخر ریس نے رایا ہے، علمائے امتن کے ذمے لازم اور ضروری ہے کہ قرآن حکیم کی آیات کی تفسیر کرنے رہیں ॥

یعنی قرآن مجید کی تفسیر برابر ہوتی رہتے گی۔ ظاہر ہے اس کی اپنی شرائط ہوں گی یہ کہ اس کی تفسیر کا سلسلہ برابر جاری رہنا چاہیتے۔ اور اسی لئے بقول فاضل مصنف "در در سالت سے

لے کر آج تک ہر دریں کہو کم کبھی نیادہ علمائے گرامی قرآنی تفسیر کو اپنا نصب الین بنائے رکھا۔ اور موصوف کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہیں کہ قرآن کریم کی پہلی تفسیر را ہم مواب سے دو دہقی ہے تب دسری تفاسیر کی ضرورت پڑتی ہے۔ بلکہ مقصد یہ ہے کہ قرآن حکم اپنی اور سرمدی تعلیمات کا مجموعہ اور ان کا سرچشمہ ہے، جو ہر زمانے میں پیدا شدہ مسائل کا حل کامیابی کے ساتھ پیش کرتا ہے۔“ دو سکھ لفظوں میں اس کے معنی یہ ہوتے کہ ہر زمانے میں پیدا ہونے والے مسائل کا تفسیر القرآن میں ذکر ہو گا اور انہیں وتران مجید کی روشنی میں حل کرنے کی کوشش ہو گی چنانچہ اسی بناء پر ایک مبصر نے کہلایا کہ مسلمانوں کی عہدہ بہ عہد کی فکری و اجتماعی تحریکات کو سمجھنے میں وتران مجید کا تفسیری ادب بڑا کام دے سکتا ہے۔

محترم قاضی صاحب نے مقدمہ کتاب میں چنان اس بات پر نظر دیا ہے کہ قرآن کریم کی تفسیر کئے احادیث بنوی اور آثار صحابہ و تابعین و تبع تابعین ایک اساسی و ضروری مرجع ہیں، یعنی ان کا یہی ارشاد ہے کہ ہیں آیات اللہ میں تدبیر کا حکم دیا گیا ہے..... اور قرآنی تعلیمات کو عالمگیر بنانے کے لئے تدبیر اور تفکر فی آیات اللہ سے قاصر رہنے کو پسند نہیں فرمایا۔

”تفسیر ما ثور“ کے عنوان کے تحت فاضل مصنفوں نے اپنے اس جیال کی مزید وضاحت کی ہے۔ لکھتے ہیں :-

مفسر کے لئے ضروری ہے کہ وہ سب سے پہلے کسی آیت کی تفسیر کے لئے اس مضمون سے متعلق جملہ آیات قرآنی کا استحضار کرے اس لئے کہ قرآنی آیات ایک دو سکھ کی مفسر ہیں۔ اس کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فرعن منہبی کے طور پر جن طرح الفاظ قرآنی امت تک پہنچائے ہیں اسی طرح ان کے معانی بھی امت کو سکھائے ہیں آپ کے بعد صحابہ کرام کو شرف صحبت حاصل ہے..... ایک صحابی سے جب قرآن کریم کی کسی آیت کی تفسیر ثابت ہو جائے تو وہ تفسیر صحابی کا قول تو نہ سمجھا جائے گا، بلکہ اس کا حکم حدیث مردوخ کا ہو گا (منابع ۲۵۳) نیز ارشاد ہوا ہے۔ ”اگر اگر سب صحابہ کرام کی حکم ثابت یا مستبط مسئلہ پر اجماع کر لیں تو حسب نصرت این تیمیہ صحابہ کرام کا یہ اجماع معصوم من الخطا ہو گا۔ اور اس اجماع سے ثابت شدہ حکم اسی طرح محکم اور غیر متنزل ہو گا جیسا کہ ثابت اللہ سے ثابت حکم یقینی ہو یا ہے۔“

مزید بہ آن یہ کہ امام سخنی نے فرمایا۔ جس بات پر صحابہ کرام اجماع کر لیں وہ بنتر لئے کتاب اللہ سمجھی جائے گی (اموال سخنی ۳۱۵) اور اگر صحابہ کرام تے کسی آیت کی تفسیر ثابت نہ ہو تو تابعین کے اقوال میں اس تفسیر کو تلاش کیا جائے اس لئے کہ تابعین نے ان بزرگوں سے ناجوشافت بھی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض یا ب تھے۔ ان کثیر نے فرمایا۔ جب تابعین کسی بات پر اجماع کر لیں تو اس کی صحت اور دلیل ہونے پر شک و شبہ کی گنجائش نہیں (مقدمہ)

ادبی سلسلہ صرف صحابہ کرام اور تابعین تک نہیں رہتا، بلکہ اس میں تبع تابعین بھی آتے ہیں۔ مصنف فرماتے ہیں:- بلکہ اگر کسی آیت کی تفسیر میں تابعین کا اجماع تو نہ ہو صرف ایک تابعی چند تابعین سے اس کی تفسیر صحت اور سند کے ساتھ منقول ہو، تب بھی وہ تفسیر بعد کے لوگوں کی تفسیر اور تاویل سے مقدمہ سمجھی جائے گی۔

یہاں ایک سوال پیڈا ہوتا ہے کہ ان پاندیلوں کے بعد ہزار نے پیدا ہونے والے نئے مسائل کو حل کرنے کے لئے تہ برقی القرآن کا ہمارا موقع رہ جاتا ہے۔ اور اس کے بعد بھی اگر کوئی کسی نئے پیدا ہوئیوالے مسئلے کے بارے میں قرآن مجید سے کوئی حکم استنباط کرے گا، تو کیا وہ تفسیر بالراستے ملعون نہیں ہوگا۔

محترم قاضی صاحب نے بعض نئے مفسرین کی جو بزہم خوبیش لذت عرب سے قرآن کی تفسیر کرنے کے مدعی ہیں، بڑی مناسب گرفت کرے، قرآن مجید کے لغات کو وہ معنی دینا کہ جب قرآن نازل ہوا اس وقت ان لغات کے وہ معنی نہ تھے، بعض ایک اپنے ہے، اور اس سے سوائے اس کے قرآن کی معنوی تحریف ہو، اور کچھ نتیجہ نہیں لٹکا گا۔

ناضل مصنف نے سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھا ہے:-  
مولانا ابوالکلام کے ایک فقرہ اس باب میں ہے تو یہ بات کہ انہوں نے ایک دفعہ کہا تھا کہ کبھی حفتہ شاہ ولی اللہ اور سید احمد خاں دعاؤں ایک ہی بات کہتے ہیں مگر ایک سے ایمان پر ورش پا تاہے اور دوسرے سے کفر (سید صاحب کا غیر مطبوعہ مکتوب مندرجہ العلم جنوری ۵۹)

اس بارے میں ہم عرض کریں گے کہ کیا پر ممکن نہیں کہ حضرت شاہ ولی اللہ کے زیارتے میں ان کی ان بالتوں کے مشاق جو سید احمد خاں سے ملتی ہیں، یہی بات کی تھی ہو، جو کوئی ڈیڑھ سو سال بعد

مولانا ابوالکلام آزاد نے بقول سید سلیمان سید احمد خاں کے بارے میں کہی ہے۔ اور ہمارا یہ تیاس ایک حد تک اس لئے قابل توجہ ہے کہ حضرت شاہ صاحب کے بعد ان کی اس طرح کی بائیتیں راز مکون ہی بن کر رہ گئیں۔

یہ مسائل جن کا ادپر ذکر ہوا، محترم قاضی صاحب نے ان پر مقدمہ میں بحث کی ہے۔ ان کے علاوہ مقدمہ میں بہت سے اور مفید ابجاتیں، جن کے متعلق مصنف کے جیالات بڑے پیارے معلومات دیجیں اور محققانہ ہیں۔

زیر نظر کتاب میں ۵۳ مفسرین کا تذکرہ ہے اور ان میں سے ہر ایک کا بڑی ہامیت سے ذکر کیا گیا ہے۔ چنانچہ ہر مفسر کے سینیں ولادت ووفات کے علاوہ ان کی تفسیر کا ذکر ہے اور ان کے بالے میں ایک بھی تلمیز رائے دی گئی ہے۔

کتاب پر سئی محنت ہوئی ہے اس کا اندازہ کتاب کو دیکھنے سے ہی ہو سکتا ہے۔ فاضل مصنف نے کتاب کے جو ماخذ گٹھائے ہیں ان سے مفسرین کے حالات کا استخراج بڑی عرق ریزی کا کام ہے اللہ تعالیٰ محترم قاضی صاحب کو اس کا اجر جبزی میں عطا فرمائے۔ اور اہل علم کو اس کتاب سے استفادہ کی توفیق دے۔

کتاب کی طباعت اور کتابت کپریہ پر ہوتی ہوئی چاہیئے تھی۔ کتابت کی بعض اغلاظ بھی ہیں۔ اس کتاب کو بڑے اہتمام سے ثالثی کرنے کی ضرورت ہے۔ ضخامت ۱۹۱ صفحات، غیر مجلد قیمت کتاب پر درج ہیں۔

(م۔س)

## مُؤْصَحُ الْقِرآنَاتِ فِي السَّبْعِ الْمُتَوَاتِرِ تَالِيَةُ مُولَانَا قَارِي حَافظ

محمد حبیب اللہ خاں۔

مسلمانوں نے اپنی طویل طویل تاریخ میں ترآن مجید کی ہر ہر حیز کی حفاظت کی ہے بیان نکل کر شروع میں اس کو جس طرح پڑھا جاتا رہا، اس کی مختلف قرائتوں کی بھی حفاظت کی اور ان کی روایت کا سلسلہ قائم رکما۔

زیر نظر کتاب میں پہلے توسات قرأت اور ان کے رابطیوں کے خصوصیات جیات میں جن سے سات قرأت متوترة، جن کے کہ تواترہ پر امت کا اجماع والاتفاق ہے۔ منقول ہیں یہ سات قاری تاریخ اسلام